علمی، مذہبی و تمدنی ترقی میں سائنس اور مذہب کا کردار

☆اسسٹنٹ پروفیسر گل قدیم جان

تمدنی ترقی میں سائنس اور مذہب نے کیا کردار ادا کیا۔ اس کو جاننے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم تمدن کی لغوی تحقیق اور اصطلاحی تعریف متعین کریں۔ کیونکہ اس کی صحیح تعریف اتنی ہی محال ہے جتنی خود زندگی کے دائرہ اطلاق کی تعریف مشکل ہے۔ جس طرح زندگی کے فہم وادراک کے متعدد پیمانے ہیں ٹھیک اسی طرح اسلوب زندگی کو سمجھنے کیلئے بھی کوئی ایک ہی پیمانہ یا لگی بندھی تعریف نہیں ہوسکتی۔ مختلف لوگوں نے اس کو مختلف زاویوں سے دیکھا ہے جمالیات کے پرستاروں نے تصویر، مجسمہ سازی، ساز ونغمہ میں اس کی جھلک دیکھی ہے۔ اخلاقیات کے شیدائیوں نے اسے خیر، خوبی اور کمال میں تلاش کرنے کی کوشش کی ہے اور اجتماعیات پر نظر رکھنے والوں نے اسے انسان کی ان کوششوں میں ڈھونڈنے کی جدوجہد کی ہے۔ جس سے زندگی کی اشکالات تضاد کی گرفت سے نکلتے اور آزاد ہوتے ہیں۔ کچھ لوگوں نے مادی ترقیات ہی مراد لی ہیں اور کچھ وہ ہیں جن کے نزدیک دین اس کا اہم اور ناگزیر جز ہے۔ غرض یہ ہے کہ زندگی کا بت طناز چونکہ ہزار شیوہ ہے۔ اس لئے اسکی توجیہات گوناگوں ہے۔ ان گوناگوں توجیہات کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ ہم تمدن کے دائرہ کو متعین کرنے کی کوشش کریں گے۔

لفظ تمدن کی لغوی تحقیق: یہ عربی زبان کا لفظ ہے جو مَدَنَ سے مشتق ہے، جسکے معنی المنجد نے یہ بیان کئے ہیں

مَدَنَ۔اقامت کرنا، مدّن۔شہر آباد کرنا، تمدن۔شائستہ ومہذب ہونا(۱)

جبکہ فیروز الدین نے تمدن کے لغوی معنی سے مل کر رہنے کا طریقہ اور طرز معاشرت مراد لی ہے۔(۲)

☆ گومل یونیورسٹی وینسم کالج ڈیرہ اسماعیل خان۔

اردو لغت میں تمدن کے حسب ذیل معنی بیان ہوئے ہیں

۱۔ شہری بود و باش، کسی ایک جگہ مل جل کر رہنا، سماجی زندگی۔

۲۔ شائستگی، تہذیب۔

۳۔ رہنے سہنے کے خاص طریقے۔ طرز معاشرت (۳)

انگریزی میں لفظ تمدن کے لئے Civilization کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے ضمن میں بشیر احمد قریشی فرماتے ہیں Making or bo comming civilized system stage of Civilization. نیز لفظ Civilized کے تحت لکھتا ہے مہذب بنانا، متمدن بنانا، اصلاح کرنا، تہذیب، تمدن سکھانا، سدھارنا (۴)

Websters Dictionary میں Civilization کے معنی ہیں

(1)Advancment in Social Culture(2)A State of Social Culture characterized relative progress in the Art , Science and state craft (5)

تمدن کی اصطلاحی تعریف: آج کل علمی حلقوں میں کئی الفاظ استعمال ہوتے ہیں

مثلاً ثقافت، تہذیب، کلچر اور تمدن۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ سارے الفاظ ہم معنی ہیں بعض علماء نے ان تمام الفاظ کو ہم معنی قرار دیا ہے کسی نے تہذیب کو عام اور باقی الفاظ کو خاص بتایا ہے۔ اور کسی نے کلچر کو عام قرار دیا ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تمدن کی اصطلاحی تعریف واضح کرنے سے پہلے ان تمام الفاظ کے مفہوم بیان کیے جائیں

تہذیب: پروفیسر محمد ارشد خان بھٹی تحریر فرماتے ہیں کہ تہذیب کے وہی معنی ہے جو انگریزی میں کلچر کی ہے۔ اور تہذیب کسی سوچ اور نظریہ کا نام ہے (۶) امریکہ کی ورلڈ اسکوپ انسائیکلو پیڈیا میں لکھا ہے تہذیب ایک گروہ کی پختہ عادات و روایات، سماجی رسومات، اخلاقی اقدار اور معاشرتی معاملات میں روحانی، علمی اور فنی رجحانات و حالات کا مجموعی نام ہے جو بڑوں سے چھوٹوں کی طرف منتقل

ہوتا رہتا ہے۔(۷) مولانا اشرف علی تھانویؒ نے عادتوں کی اصطلاح کو تہذیب قرار دیا ہے(۸) غلام جیلانی برق نے ذہنی تصورات وخارجی اعمال ہردو کا مجموعہ قرار دیا ہے(۹)

ثقافت: مشہور مفکر آرنلڈ کا کہنا ہے کہ ثقافت علم وادراک کی اس جامع کیفیت کی تعبیر ہے جوان تمام خوبیوں کو آغوش میں لئے ہوئے ہے۔ جن سے انسان اب تک آشنا ہو چکا ہے۔ان کے نزدیک ثقافت کے معنی کمال کو جاننے اور معاشرہ میں رائج کرنے کے ہیں(۱۰) غلام جیلانی برق تحریر کرتا ہے کہ ثقافت دانش ہے اور کوئی شخص علم کے بغیر دانش حاصل نہیں کرسکتا پس دنیا کے تمام علوم وفنون ثقافت کے تحت آتے ہیں(۱۱) پروفیسر حمید احمد خان لکھتے ہیں ثقافت سے بہ لحاظ مس دانش و ہنرمندی مراد ہے جو شائستہ ہونے کی ذہنی ومادی دونوں کیفیتوں پر حاوی خیال کیا جاتا ہے۔(۱۲) ٹائرول(Tylor) کہتے ہیں کہ ثقافت وہ پیچیدہ سالمیہ ہے جس میں علم۔ عقیدہ ،آرٹ۔ اخلاق، قانون رسم ورواج اور دوسری وہ تمام صلاحیتیں اور عادات شامل ہیں جن کا اکتساب انسان معاشرے کے رکن کی حیثیت سے کرتا ہے۔(۱۳) محمد حنیف ندوی گوہر فرماتے ہیں کہ ثقافت دراصل انگریزی لفظ Culture کلچر کا ترجمہ ہے ثقافت دراصل کچھ نمونوں اور معیاروں سے تعبیر ہے یہ معیار چاہے ظاہر اور نمایاں ہوں چاہے زندگی کے دبیز پردوں میں پنہاں ہوں نیز ثقافت کا اطلاق سلوک ومعاملہ کی اس نوعیت پر ہوتا ہے۔جس کو بر بنائے شعور وآگہی اختیار کیا گیا ہو اور ایک گروہ نے دوسرے گروہ تک اس کو پہنچایا ہو معاملہ وسلوک کی نوعیتیں در حقیقت رموز Symbol ہیں۔جو یہ بتاتے ہیں کہ کس گروہ نے کیا ترقی کی، دوسرے لفظوں میں ثقافت کے معنی ایسی روایت جو سابق وحال کے تجربات پر مبنی ہوتی ہے اور اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مستقبل کی تعمیر میں یہ طریق کس حد تک کام آسکتا ہے۔(۱۴)

خلاصہ کلام :تہذیب وثقافت کے الفاظ اگر چہ جدا ہیں مگر مفہوم کے لحاظ سے قریب ہیں اور یہی مفہوم کلچر کا ہے۔

تمدن: تمدن کے بارے میں اسرار الرحمٰن بخاری تحریر فرماتے ہیں کہ تمدن کسی علاقہ یا قوم کی طرز معاشرت کا نام ہے۔اس میں وہ تمام امور شامل ہیں جو ہماری معاشرت اور مادی زندگی کے متعلق ہوں قدیم گاڑی کے معمولی سے پہیئے سے لیکر جدید بھاری مشینری تک ہر چیز تمدن کا مظہر

ہے انسانی مادی ضروریات زندگی رفتہ رفتہ تمدن کو جنم دیتی ہے اصطلاحاً تمدن سے مراد وہ سب باتیں ہیں جن کیلئے انگریزی میں Civilization کا لفظ استعمال ہوتا ہے(۱۵)

مطالعہ تہذیب اسلامی میں تمدن کی اسطرح توضیح کی گئی ہے کہ تمدن کسی ملک یا مقام کی طرز معاشرت کا نام ہے کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ مل جل کر معاشرتی زندگی اختیار کرنا انسان کا فطری فعل ہے زندگی کی مختلف ضرورتوں کے مطابق انسان ادارے بناتا ہے کارخانے تعمیر کرتا ہے سب تمدن کی تعریف میں آتے ہیں (۱۶)

غلام جیلانی برق لکھتے ہیں کہ تمدن تہذیب کے اس پہلو کا نام ہے جس کا تعلق عمارات، باغات، انہار اور شاہراہوں سے ہو۔ وہ مزید لکھتا ہے کہ اس لفظ کا دائرہ ہم فرنیچر، لباس، ظروف تک بھی وسیع کر سکتے ہیں (۱۷) ان تعریفات سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ تمدن طرز معاشرت کا نام ہے۔ جس میں وہ تمام امور شامل ہوں جو بنی نوع انسان کی معاشرتی اور مادی زندگی کے متعلق ہوں۔

تهذیب و تمدن کا تعلق: تمدن عرب میں سید علی بلگرامی نے تمدن و تہذیب کو مترادف قرار دیا ہے لیکن جب ہم اس کے معنی و مفہوم کو دیکھتے ہیں تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ الفاظ اگرچہ مترادف تو نہیں لیکن لازم و ملزوم ضرور ہے کیونکہ تہذیب افکار و نظریات سے تشکیل پاتی ہے جبکہ تمدن ان افکار و نظریات کا عملی اظہار ہے یعنی جب تہذیب عملی شکل اختیار کرتی ہے تو تمدن ظہور میں آتا ہے بالفاظ دیگر تہذیب سوچ اور عقیدہ کا نام ہے اور اس کے مطابق عمل تمدن کہلاتا ہے پس تہذیب نام ہے نقشہ Deisgn کا اور تمدن وہ عمارت او Building ہے۔ جو اس نقشہ کے مطابق تیار ہوتی ہے۔

تمدنی ترقی میں سائنس کا کردار: انسانی تاریخ پر نظر ڈالنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان ہر دور میں اپنے معیار زندگی بہتر بنانے کیلئے سعی و جد و جہد کر رہا ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے ٹیکنالوجی نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ اور ٹیکنالوجی کی جڑیں سائنسی تحقیق میں چھپی ہوئی ہیں انفرادی طور پر ہم زندگی کی آسائشوں سے اس وقت لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ جب اجتماعی طور پر معاشرہ میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی ہو رہی ہو ٹیکنالوجی جتنی ترقی

یافتہ اور عام ہوگی، معیار زندگی اتنا ہی بلند ہوگا۔ عملی طور پر سائنس کا کام کائنات کی ساری قوتوں کو فتح کرنا ہے۔

اور زمین وآسمان کے خزانوں سے فائدہ اٹھانا ہے اس لئے سائنس انسان کی جملہ ضروریات سے تعلق رکھتی ہے۔ چنانچہ سارے انسان پیشے حرفتیں اور دستکاریاں، صنعت وزراعت، تعمیرات ورہنا سہنا، سب کچھ سائنس کے عمل کے محتاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بہت ساری چیزیں انسان کے لئے مسخر کردی ہیں اور مظاہر فطرت کو اس کی خدمت میں لگا دیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ لقمان میں ارشاد خداوندی ہے۔

الم تر و ا ان الله سخر لكم ما فى السموٰت وما فى الارض واسبغ عليكم نعمه ظاهرة وباطنة(١٨)

کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی تمام چیزوں کو تمہارے کام میں لگا دیا اور تم پر اپنی ظاہری وباطنی نعمتیں پوری کردیں۔

اس موقع پر ظاہری و باطنی نعمتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے اس کے بارے میں مولانا شہاب الدین ندوی تحریر فرماتے ہیں ظاہری نعمتوں سے مراد وہ نعمتیں ہیں جن سے ہر دور کا انسان واقف رہا ہے اور باطنی نعمتوں سے وہ نعمتیں مراد ہیں جو موجودہ سائنسی علوم کی ترقی کے باعث مادہ اور توانائی کے رازہائے سربستہ کے منکشف ہونے کے باعث وجود میں آسکی ہیں۔ غرض اس اعتبار سے باطنی نعمتوں کی فہرست میں برق و بھاپ۔ ایٹمی توانائی اور وہ تمام اسرار آجاتے ہیں، جن پر قابو پا کر آج انسان بر و بحر کی تسخیر کر رہا ہے اسی طرح مختلف قسم کی مشینیں مثلاً۔ موٹر، ریل، ہوائی جہاز، ٹیلی فون، ٹیلی پرنٹرز، کمپیوٹر اور کیمیائی مصنوعات فن طب وزراعت میں کام آنے والے آلات مشینیں، پلاسٹک کی مصنوعات، ربڑ کی مصنوعات، فولاد کی مصنوعات اور الیکٹرانکس اشیاء وغیرہ لاکھوں قسم کی چیزیں ہیں جن کا شمار بھی مشکل ہے سب کی سب اسی فہرست میں آسکتی ہیں۔

اسی طرح عسکری وفوجی نوعیت کے آلات وہتھیار بھی اسی فہرست میں شامل ہوسکتے ہیں (١٩)

ان تمام باطنی نعمتوں سے فائدہ اٹھانا سائنسی علوم کی بدولت ممکن ہے۔ آج ترقی یافتہ ان ممالک اور اقوام کو سمجھا جاتا ہے جو صنعت وحرفت میں بڑی سمجھی جاتی ہیں اگرچہ وہ افرادی اعتبار سے

چھوٹی ہی کیوں نہ ہوں اور آج صنعت وحرفت میں ترقی کا راز سائنس وٹیکنالوجی میں ترقی کرنے کا نتیجہ ہے جن کو قرآن کی زبان میں علم اسماء اور علم تسخیر کہا جاسکتا ہے۔ سائنس کی بدولت بنی نوع انسان کا انداز فکر وطرز عمل بھی بدل گیا ہے زمانہ قدیم میں انسان جن چیزوں کی پرستش کرتا تھا۔ آج انہیں اپنے پیروں تلے روندرہا ہے۔ چاند پر پہنچنے تک اکتفا نہیں کررہا بلکہ وہ اس سے بھی آگے نکل کر تسخیر آفتاب کے لئے منصوبے بنارہا ہے سائنس نے زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کے دروازے کھول دیئے ہیں سائنسی تحقیقات وایجادات نے سائنس کو پرمشقت ومحنت کے دستی کاموں سے نجات دلاکر اسکی زندگی کو آسان وآرام دہ بنادیا ہے یہاں چند شعبوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

آمد ورفت: سائنس نے ٹرانسپورٹ کے میدان میں معجزاتی ترقی کرکے بنی نوع انسان کے لئے مہینوں کا پرمشقت سفر گھنٹوں کا بنا کر آسان اور آرام دہ بنادیا ہے پہلے زمانے میں لوگ پیدل یا جانوروں پر سوار ہو کر سفر کرتے تھے آج سائنسی ایجادات کی بدولت تیز رفتار کاروں، ریل اور ہوائی جہازوں میں آرام وراحت سے سفر کرتے ہیں Marco-Polo کو چین پہنچنے میں کئی سال لگے تھے لیکن آج چند دنوں میں پوری دنیا کا چکر کاٹ کر انسان واپس اپنے گھر آسانی کے ساتھ آسکتا ہے

مواصلات و معلومات: قدیم زمانوں میں دور دراز علاقوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھا کیونکہ معلومات حاصل کرنے کا کوئی تیز اور آسان ذریعہ میسر نہیں تھا لیکن آج سائنس کی بدولت معلومات حاصل کرنے کا طریقہ آسان اور تیز تر ہو گیا ہے آپ گھر بیٹھے دنیا بھر کے حالات سے سائنسی ٹیکنالوجی کی بدولت باخبر ہوسکتے ہیں۔ خصوصاً کمپیوٹر الیکٹرانک انجینئرنگ نے اس میدان میں انقلابی اور مثبت تبدیلیاں پیدا کردی ہیں۔

شعبہ طب اور علاج معالجہ: سائنس نے اس میدان میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے میڈیسن اور سرجری کے میدان میں سائنسی تحقیقات کی بدولت ایسی بیماریوں کا علاج دریافت ہو چکا ہے جو کبھی لاعلاج تصور کئے جاتے تھے۔ سرجری میں تحقیقات کی بدولت اندھوں کو آنکھیں۔ بہروں کو کان۔ لنگڑے لولوں کو ٹانگیں مل رہی ہیں۔ آج دماغ کا بھی آپریشن ہوسکتا ہے اور دل بھی تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

شعبہ زراعت: زرعی ترقی میں بھی سائنس کا کردار نظر انداز نہیں کیا جا سکتا پہلے زمانے میں جہاں کسان بیل اور ہل کے ذریعہ سے کھیتی باڑی کر کے پیداوار حاصل کرتا تھا۔ آج ٹریکٹر۔ ہروسٹر اور تریشر استعمال کر رہا ہے اور جدید سائنسی آلات کے ذریعے کاشتکار ایک فصل کے بجائے تین چار فصلیں لینے لگا ہے اور فی ایکڑ پیداوار میں بھی کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے۔ کیوں کہ سائنسی تحقیقات کی بدولت نئے نئے قسم کے بیج متعارف کرائے گئے ہیں۔

زندگی کی آسائش کا سامان: سائنس کی بدولت مختلف قسم کے الیکٹرانک سامان کے ذریعے زندگی کو آسان اور آرام دہ بنا دیا گیا ہے کیونکہ بجلی کی قوت سے مختلف قسم کی مشینری انسان چلا رہا ہے روشنی حاصل کر رہا ہے۔ کمروں کو ٹھنڈا اور گرم کیا جا رہا ہے الغرض زندگی کی تمام سہولیات جس کی طویل فہرست بن سکتی ہے سائنس کی بدولت ممکن ہوئے ہیں۔ تمدنی ترقی میں سائنس کا وسیع کردار کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ جدید مشینری نے نہ صرف زرعی ،کیمیائی، تعمیری، طبی، طبیعاتی معاشی واقتصادی اور معاشرتی میدانوں میں ارتقائی منازل طے کر کے بنی نوع انسان کے لئے فلاح و بہبود اور خوشحالی کے اسباب پیدا کئے ہیں بلکہ تسخیر کائنات کی بہت سی راہیں کھول دی ہیں۔

تمدنی ترقی میں مذہب کا کردار: مذہب انسانی فلاح و بہبود کا علمبردار ہے انسانی فلاح کے دو پہلو ہیں۔ ایک روحانی اور دوسرا مادی مذہب ہی ایک ایسی قوت ہے جو انسان کی روحانی اور مادی فلاح کا ضامن ہے۔ اور وہ اصول مقرر کئے ہیں جن پر انسان چل کر کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔ روحانی فلاح کا تعلق عبادت الٰہی سے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **قد افلح المؤمنون الذین هم فی صلوتهم خاشعون (۲۰)**

ترجمہ: مومن یقیناً کامیاب ہیں جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔

اگر مذہبی دنیا کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے ہر مذہب میں عبادت الٰہی کا تصور پایا جاتا ہے۔ دنیا میں جتنے مصلح اور نبی آئے ہیں ہر ایک نے عبادت الٰہی پر زور دیا ہے۔ کیونکہ عبادت ہی وہ پانی ہے جس سے گناہوں کی آگ ٹھنڈی ہوتی ہے۔ قرآن مجید جو تمام مذہبی تعلیمات کا آخری پیغام ہے نے بنی نوع انسان کی پیدائش کی غرض وغایت ہی عبادت الٰہی قرار

دیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (۲۱) ترجمہ: میں نے جن وانس اس لئے پیدا کیے تا کہ وہ میری عبادت کریں۔عبادت الٰہی صرف انسان کی روح اوردل کی پاکیزگی کا موجب ہی نہیں بلکہ سوسائٹی پر بھی اس کا گہرا اثر پڑتا ہے کیونکہ عبادت انسان کے اخلاق سنوارتی ہے۔کسی کام میں مواظبت ومداومت اختیار کرنے کا سبق دیتی ہے۔انسان میں ہمدردی اور اخوت کے جذبات پیدا کرتی ہے۔عبادت سے انسان کی قوت عملیہ کو جلا ملتا ہے۔یہی وہ امور ہیں جوایک صحت مند معاشرت کیلئے ضروری ہیں۔مذہب روحانی فلاح کے ساتھ مادی فلاح کا بھی ضامن ہے۔اور مادی فلاح کا تعلق انسان کی دنیاوی زندگی سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مذہب کی کتاب میں دنیاوی زندگی کو بہتر بنانے کیلئے اصول بیان ہوئے ہیں۔ جوتمدنی ترقی کیلئے اساس اور بنیاد فراہم کرتے ہیں۔چنانچہ آدمؑ پر جودس (۱۰) صحیفے نازل کئے گئے تھے وہ علاوہ ہدایت وارشاد کے زراعت کے اصول اور کلیات پر مشتمل تھے۔گویا وہ زراعت کی ترقی کیلئے دس کورس تھے۔جن کی تعلیم ابنائے آدمؑ کوحق تعالیٰ کی طرف سے دی گئی تھی۔جس کی ترقی یافتہ صورتیں آج سامنے آرہی ہیں۔پچاس صحیفے حضرت شیثؑ کے علاوہ تعلیمات حکمت پر مشتمل ہونے کے صنعت وحرفت کے نازل کئے گئے تھے گویا صنعت وحرفت کے پچاس کورس تھے جن میں پچاس قسم کے صنائع سے نبی کوخبردار کیا گیا تھا۔جسکی ترقی یافتہ شکلیں آج عالم میں نمودار ہیں۔تیس صحیفے حضرت ادریسؑ کونجاری وغیرہ پر مشتمل عطا کئے گئے تھے جن کا ظہور آج ترقی یافتہ شکل میں ہورہا ہے۔یہ تیس کورس گویا محنت واجرت کے تھے۔اور حضرت ابراہیمؑ کے دس صحیفوں میں سائنس اور علوم سماوی کے اصول بتائے گئے تھے۔چنانچہ انبیاء سابقین کومختلف کاروبار کرنا۔اقتصادی حالت کوسنوار کر مذہبی حالت کو درست کرنا۔مثلاً داؤدؑ لوہے اور پیتل کوگلا کران سے خود اور زرہ بنانا۔ایوبؑ کا کھیتی باڑی سے اقتصادی معراج وترقی پر پہنچنا۔ادریسؑ کا نجاری کے فن میں کمال پیدا کر کے کمال کی راہ سے خدائے باکمال کی طرف مخلوق کر متوجہ کرنا حضرت ابراہیمؑ کا اعلام سماویہ میں بصیرت پیدا کر کے توحید باری تعالیٰ پر ایمان لانا خود ہمارے رسول اکرمؐ کا ملک شام تشریف لے جا کر تجارت فرمانا۔اور مسلمانوں کو اقتصادی لائن میں بین الاقوامی اور بین المملکتی تجارت کا سبق دے کر دنیا میں سربلندی کا راستہ بتلا رہا ہے۔(۲۲)

یورپ کو جو آج مادی ترقیات حاصل ہیں اور تمدن جدید کے علمبردار ہیں وہ بھی مذہب کے طفیل ہے۔ کیونکہ ہر امت کی ذہنیت اپنے نبی کی ذہنیت کا عکس و پرتو ہوتی ہے اور حضرت عیسیٰؑ کے کمالات وحالات پر نظر ڈالی جائے۔ تو پرندوں کی ہیئت بنانا اور قم باذن اللہ کہ کر ہوا میں اڑا دینا۔ مدفون مردوں کو اللہ کے نام پر پکارنا اور زندہ کر کے قبر سے اٹھانا۔ مایوس حیات مریضوں پر ہاتھ پھیرنا اور بھلا چنگا کر کے کھڑا کر دینا۔ مادرزاد اندھوں کو ٹھیک کرنا۔ مبروص کو لانا اور جلد صاف کر دینا۔ ان تمام معجزات میں مصوری، صورت سازی ارائی حسی زیبائش کا پورا پورا مظاہرہ ہے۔ غرض تمام معجزات کا خلاصہ مادی نمائش کی خوبی اور حسی خوبصورتی کا بقاء اور ارتقاء نکلتا ہے۔ (۲۳)
اور یہی روح تمدن جدید سائنسی تمدن میں کارفرما ہے۔ لیکن عیسوی اقوام کی ذہنیت اپنے پیغمبر کے طفیل لاکھ تصویری اور ایجادی سہی۔ پھر بھی اپنی کارگزاری میں صفت علم کی محتاج تھی۔ اور علم و حکمت اسلام اور مسلمانوں کی شان ہے۔ اس لئے قدرتی طور پر یہ نتیجہ نکل آتا ہے کہ امت نصرانیہ کی تمام ایجاد کارگزاریاں اس وقت تک عالم میں نہیں پھیلنی چاہئے تھیں۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے مذہب کا مکمل اور آخری ایڈیشن جاری نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے **الیوم اکملت لکم دینکم** (۲۴) آج کے دن میں تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ کا اعلان نہ ہو۔ امت اسلامیہ کے علام منتشر ہو کر نصرانی طبائع تک نہ پہنچیں۔ اور ان کی ذہنیتوں کو منور نہ کر دیں۔ گویا عیسائیوں کی اس اختراعی ذہنیت کو علوم قرآن کا منتظر رہنا چاہئے تھا۔ کہ بغیر اس کے وہ میدان عمل میں مسابقت نہیں کر سکتی تھی۔ پس ذہنیت اور فطرت ایجادی ہونے کے باوجود اپنی کارگزاری اور بروئے کار آنے کے لئے وہ علم کی اصولی روشنیوں کی محتاج اور منتظر تھی۔ لیکن جونہی اسلام کے علمی اصول اور جامع اصول کا آفتاب افق اقوام پر چمکا تو انہی قوم کے فطری مادے بیدار ہو گئے۔ اور اس نے ان مواد کو اپنی اپنی راہ پر لگا دیا۔ (۲۵)
اگرچہ یورپ علم وسائنس میں اپنا تعلق براہ راست روم و یونان سے جوڑتے ہیں۔ لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ یہ ایک تاریخی مسلم حقیقت ہے کہ یہ علوم وفنون یورپ کو اسلام اور مسلمانوں کی بدولت ملی ہے خواہ اس حقیقت کو چھپائے یا مطلقاً انکار کر دے۔ اس حقیقت کو چھپانا یا اس سے انکار کر دینا ناممکن ہے بغداد، قرطبہ، اور غرناطہ کی یونیورسٹیوں سے تعلیم پا کر

یورپ کے تاریک براعظم میں علوم وفنون کی روشنی پھیلی۔ابن رشد، ابن سینا، الرازی، الغزالی کا فلسفہ صدیوں تک یورپ کی تعلیم گاہوں میں گونجتا رہا۔عمر بن خیام اور الکندی کی ہیئت علم کیمیاء اور طبیعات کا طوطی بولتا رہا۔ابن سینا کا علم الطب کی کتابیں داخل درس رہیں۔اور جدید تحقیقات تک انہیں حرف آخر سمجھا جاتا رہا۔لیکن مسلمانوں پر سیاسی زوال آجانے کے بعد یہ بہت بڑی ناانصافی وقوع پذیر ہوگئی۔کہ یورپ والوں نے علوم وفنون میں مسلمانوں کی شاگردی سے انکار کردیا۔اور یہ دعویٰ کیا جانے لگا کہ یہ فلسفہ اور سائنس ہم نے براہ راست روم و یونان سے حاصل کی ہیں۔ حالانکہ روم و یونان کی تہذیبوں کے ساتھ ان کا علمی سرمایہ بھی مٹ چکا تھا اور اس کا صرف وہی حصہ زندہ رہ سکا جسے مسلمانوں نے عربی میں منتقل کرلیا اور بہت سے اضافوں اور ترمیموں سمیت یورپ کو منتقل کردیا تھا۔(۲۶)

یورپ پر مذہب اسلام کے اثرات کی چند شہادتیں: اہل یورپ کے اس دعویٰ کے باوجود کہ انہوں نے علوم وفنون براہ راست روم و یونان سے حاصل کی ہیں۔اس حقیقت پر کہ علوم وفنون میں یورپ کی ترقی مذہب اسلام اور مسلمانوں کی مرہون منت ہے ناقابل تردید شہادتیں موجود ہیں چنانچہ فرانسیسی مستشرق پروفیسر سدیولکھتا ہے۔کہ ہمارے موجودہ دور تمدن کے ہر ایک شعبہ عمل میں اہل عرب کے اثرات صاف طور پر نمایاں ہیں۔ڈاکٹر گستاؤلی بان مشہور مورخ لکھتا ہے کہ عربوں کی تجارت کا اثر مغرب میں اتنا ہی ہوا جتنا مشرق میں ہوا۔انہیں کی بدولت یورپ نے تمدن حاصل کیا(۲۷)

پروفیسر حتی تحریر کرتے ہیں کہ مسلم اسپین قرون وسطی میں یورپ کی ذہنی ارتقاء کی تاریخ بنانے میں ایک روشن باب کی حیثیت رکھتا ہے۔آٹھویں اور تیرھویں صدی کے دوران عربی بولنے والے ہی پوری دنیا میں تہذیب وتمدن کے مشعل بردار رہے ہیں مزید براں وہی قدیم سائنس اور فلسفے کی بازیافت کا بھی واسطہ بنے پھر ان (علوم) میں اضافہ کرکے انہیں اس طور پر منتقل کیا کہ انہی کے باعث مغربی یورپ کی نشاۃ ثانیہ ممکن ہوسکی۔اس پورے عمل میں عربی اسپین کا بہت نمایاں حصہ ہے۔نیز مشہور امریکی سائنسداں جارج گیمو اپنی کتاب بایوگرافی آف فزکس میں تحریر کرتا ہے کہ عرب محققین یونانی کتابوں کو ان کا مطالعہ اور ترجمہ کرکے انہیں جزوی طور پر تباہ شدہ ہیلینی کتب

خانوں کے ذریعہ ضائع ہونے سے بچالیا اور اس طرح انہوں نے سائنس کا پھریرا اس وقت بلند کیا جب یورپ کا گلا روایتی اصول پرستی کے ہاتھوں گھونٹا جارہا تھا۔(۲۸)

رابرٹ بریفالٹ لکھتا ہے کہ یورپ کی ترقی میں کوئی ایسا پہلو نہیں جس پر اسلامی تمدن کا احسان اور اس کی نمایاں آثار کی گہری چھاپ نہ ہو صرف طبعی علوم جن پر عربوں کا احسان مسلم ہے یورپ میں زندگی پیدا کرنے کے ذمہ دار نہیں بلکہ اسلامی تمدن نے یورپ کی زندگی پر بہت عظیم الشان اور مختلف النوع اثرات ڈالے ہیں۔ اور اس کی ابتداء اسی وقت ہو جاتی ہے جب اسلامی تمدن و تہذیب کی پہلی کرنیں یورپ پر پڑنا شروع ہوتی ہیں (۲۹)

مندرجہ بالا شہادتوں سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ جدید سائنس کی بنیاد جس پر جدید تمدن استوار ہے کی بنیاد اہل اسلام کی ڈالی ہوئی ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم تاریخی اعتبار سے ایک نئے فکری دور کا داعی اور علمبردار تھا۔ جس نے اپنے متبعین کو نئے نظریات سے آگاہ کر کے ایک نئے تمدن کی بنیاد رکھی۔ اور جب مسلمان اسپین پہنچے تو سپین چونکہ یورپ کا دروازہ تھا۔ اس لئے یہاں سے علمی ترقی کا اثر یورپ کے دیگر ملکوں اور قوموں پر پڑنا لازمی تھا۔ چنانچہ فطری طور پر مسلمانوں کے افکار اور ان کی علمی ترقیوں سے متاثر ہوکر پڑوسی قوموں نے بھی ان کا اثر قبول کرنا شروع کر دیا۔ اور ان کی بلند پایہ تحقیقات وتصنیفات کے تراجم یونانی اور لاطینی زبانوں میں بکثرت ہونے لگے۔ مسلمانوں کے ان علوم وفنون سے واقف ہوکر یورپین قومیں بھی ترقی کے میدان میں آگے بڑھنے لگیں۔ اس طرح یورپ کی بتدریج نشاۃ ثانیہ کا دور شروع ہوا۔ جو چودہویں صدی سے لے کر سولہویں صدی کا عرصہ مانا جاتا ہے۔ جن پر مفکرین کی شہادتیں بیان ہو چکی ہیں

تمدن جدید یا سائنسی تمدن کیلئے مذہبی بنیادیں

مشاہدہ غور وفکر: سائنس کی بنیاد مشاہدہ غور وفکر پر ہے۔ مشاہدات کا تعلق حواس سے ہے اور غور فکر کا دماغ سے ہے، قرآن کریم کے تقریباً ایک تہائی حصہ میں قدرت کے گوں ناگوں مظاہر کی طرف توجہ دلا کر مشاہدہ اور غور وفکر کی دعوت دی گئی ہے۔ اس سلسلہ کی چند آیات کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔

ا۔ بے شک زمین وآسماں کی تخلیق، شب وروز کے اختلاف اور ان کشتیوں میں جو لوگوں کیلئے نفع آور چیزیں لیکر سمندر میں چلتی ہے اور اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے اتارا۔ پھر اس سے

زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کیا۔ اور زمین میں جانور پھیلائے اور ہواؤں کے چلنے میں جو زمین وآسمان کے درمیان مسخر ہیں اس قوم کے لئے نشانیاں ہیں جو عقل رکھتی ہے۔(۳۰)

بے شک زمین وآسماں کی تخلیق اور شب وروز کے اختلاف میں ارباب دانش کیلئے نشانیاں ہیں۔ جو کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ اور ارض وسماء کی تخلیق میں اللہ کو یاد کرتے ہیں اور پکار اٹھتے ہیں۔ اے پروردگار تو نے یہ سب کچھ عبث پیدا نہیں کیا۔ تو پاک ہے ہمیں آگ کے عذاب سے بچا(۳۱)

آسمانوں اور زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ جن پر ان کا گزر ہوتا ہے۔ لیکن ان پر دیہان نہیں کرتے (۳۲)

انہی آیات میں غور وفکر کا نتیجہ تھا۔ کہ مذہب اسلام ایک زبردست اور غالب قوت کی حیثیت سے ابھرا اور اس نے بہت کم عرصہ میں انسانی ذہن کو جو ہزاروں برس سے توہم پرستی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا آزاد کر کے مظاہر فطرت کے غیر جانبدار مشاہدے کیلئے تیار کر دیا۔ اسی طرح وہ سائنسی انداز فکر جس کی سائنسدانوں کو مدتوں سے تلاش تھی رواج پانے لگا۔ آج سائنس اور ٹیکنالوجی جس پر جدید تمدن کی بنیاد ہے کی ساری ترقی اسی سائنسی انداز فکر کی مرہون منت ہے۔

قرآنی اصول مادیت وروحانیت پر یکساں حاوی ھیں: قرآن پاک بنی نوع انسان کے لئے اس قدر جامع جملے، بلیغ تعبیرات اور ہمہ گیر تعلیمات لے کر آیا جو روحانیت ومادیت کے دونوں سلسلوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں تھامے ہوئے تھا۔ ان میں سے مادیت وروحانیت، دین وتمدن اور دنیا وعقبیٰ دونوں کے منافع یکساں طور پر نکل رہے تھے۔ قرآن حکیم کے ان اصول وکلیات سے جس طرح ایک روحانی مریض اپنی روح کے مخفی مقامات اور نفسانی حقائق پر مطلع ہو سکتا تھا اسی طرح ایک مادی فلاسفر بھی انہی جامع اصول کی روشنی میں مادیات کے مخفی خزانوں اور تمدن کے ہزارہا مکنون عجائبات پر فتح پا سکتا تھا۔ پس ان اصولی علوم میں سے ایک راستہ روحانیت اور عقبیٰ کی طرف نکلتا تھا۔ اور دوسرا مادیات اور دنیا کی طرف، فرق صرف یہ تھا کہ تہذیب روحانی ان اصولوں کی غایت ومقصود تھی اور تہذیب مادیت ان کی خاصیت تھی جو اگرچہ بذاتہ مقصود نہ تھی لیکن ان اصولوں میں یہ صلاحیت ضرور موجود تھی کہ محض اگر تمدنی ترقیات ہی کا قصد کر کے ان

اصولوں سے کام لیا جائے تو ایک محیر العقول طریقہ پر مدنی کارنامے بھی ان اصولوں کے استعمال سے حاصل ہو سکتے تھے۔ پس مادہ پرست ان سے فائدہ اٹھا کر تمدن جدید کے علمبردار بن گئے۔

ایجاد کا اصول شرعی ہے اور اصول الٰہی سے ماخوذ ہے: قرآن پاک نے اپنے طرز بیاں کو کچھ ایسے عمل خیز طریقہ پر پیش کیا ہے کہ اگر اس تکوینی عمل کی تصویر کو سامنے رکھ کر ذرا بھی غور کیا جائے اور عملی حرکت شروع کر دی جائے تو ذہن صدہا اختراعات و ایجادات کی طرف خود بخود ہی منتقل ہونے لگتا ہے فرق یہ ہے کہ متفکر دماغ روحانیت آشنا ہو تو معنوی ایجادات ونظریات کے نتائج کی طرف دوڑ جائے گا۔ جو علمی لائن سے متعلق ہوں گے اور مادیات میں ڈوبا ہوا ہے تو مادی ایجادات کی طرف منتقل ہو جائیگا جو صنعت وعمل کی لائن سے وابستہ ہونگے پہلی فکری حرکت کا نام اجتہاد ہوگا۔ اور دوسری فکری حرکت کا نام ایجاد ہوگا۔ مگر بہر حال دونوں لائنوں میں یہ اصول عمل ضرور ہے کہ سربہر اسرار قدرت کو واشگاف کر دیں۔ نمونہ کے طور پر ایک اصول پر نگاہ ڈالتے ہیں وہ یہ کہ چند متضاد بسیط مادوں کو اگر الگ الگ رکھا جائے تو نہ ان میں کوئی ترقی ہوتی ہے اور نہ ان سے بجز مقررہ طبعی وظائف وآثار کے کوئی نئی چیز ظاہر ہوتی ہے لیکن اگر ان کو کسی خاص ترکیب سے جمع کر دیا جائے تو ان کے باہمی کشاکش سے مختلف الالوان عجائبات کا ظہور بھی ہوتا ہے اور اس مرکب میں ترقی کی شان بھی پیدا ہو جاتی ہے (۳۴)

مثلاً شریعت نے حکمیات ومسائل کے سلسلہ میں ایک عملی مرکب کا پتہ دیا ہے کہ وہ نماز ہے پھر تنبیہ کی کہ اگر اس کا تجزیہ کیا جائے تو متعدد شرعی اجزاء اس میں سے نکلیں گے۔ ارشاد نبوی ہے

انما ھی التسبیح والتکبیر وقراء تہ القران. (۳۵)

ترجمہ: نماز کی حقیقت صرف تسبیح، تکبیر، اور قرآن کی تلاوت ہے۔

ظاہر ہے کہ تسبیح، تہلیل، تکبیر اور تلاوت قرآن مستقل عبادتیں ہیں جنکو اگر الگ الگ عمل میں لایا جائے تو اثرات وثمرات اور ہوتے ہیں اور اگر ان کو خاص ترکیب سے جوڑ کر مجموعی حیثیت سے استعمال کیا جائے جسے نماز کہتے ہیں تو اثرات وثمرات دوسرے ہو جاتے ہیں پھر اگر ان اجزاء کی حقیقتیں الگ الگ دریافت کی جائیں تو اور قسم کے علوم پیدا ہوتے ہیں اور اگر مجموعہ صلوۃ کے اسرار وحقائق کا سراغ لگایا جائے تو حقائق ومعارف کی صورت دوسری ہو جاتی ہے، غرض مرکبات

میں پہنچ کر علم وعمل کی نوعیت کچھ اور ہوتی ہے اور مرکبات کے اجزاء میں پہنچ کر کچھ اور پس مرکب کے تجزیہ اور اجزاء کے کلیہ سے انسانی دماغ ایک کلی اصول پر پہنچتا ہے جسے تحلیل وترکیب کہتے ہیں اور یہ جوڑ توڑ اور تحلیل وترکیب ہی انسانی ترقی کی حقیقت ہے پس اگر اسی تحلیل وترکیب کے شرعی اصولوں کو کیمیاوی طریق پر مادی اجزاء میں استعمال کیا جائے تو بلاشبہ یہیں سے مادی ترقیات اور جدید اختراعات کی بنیاد پڑتی ہے۔

پس تمدن جدید کے علمبرداروں نے اسی اصول کو مادیات کے سربستہ راز کھولنے میں استعمال کر کے ایجادی اور تمدنی ترقی کی اور کرنی چاہیے تھی کہ یہ اصول ہی ترقی کا ضامن تھا۔

تمدن کے اس اہم پہلو یعنی سائنسی ایجادات وانکشافات میں مذہبی کردار کی تفصیلی بحث کے بعد تمدن کے چند اور پہلو اور مذہبی کردار کے بارے میں مختصر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

مسئلہ توقیت :موجودہ تمدن کا ایک پہلو توقیت یعنی پابندی وقت یا انضباط اوقات کا ایک اصول ہے مذہب اسلام نے اس اصول کو نہایت اہتمام کے ساتھ پیش کیا ہے۔اور اسکی حکیمانہ طرز پر تعلیم دی ہے یہاں تک کہ سورج اور چاند کی پیدائش کی غرض ہی اندازہ اوقات قرار دی ہے۔

ھو الذی جعل الشمس ضیاءً والقمر نوراً وقدرہ منازل لتعلمو اعداد السنین والحساب (۳۷) ترجمہ: اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا اور چاند کو بھی نورانی اور اسکی چال کیلئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرلیا کرو۔

پھر عبادت کے اوقات جدا جدا واضح فرمائی۔ نماز کے بارے میں فرمایا۔

ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتباً موقوتاً (۳۸) ترجمہ: یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود ہے۔

روزہ کے بارے میں ارشاد ہوا۔ **فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ** (۳۹) ترجمہ: سو! جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اس کو ضرور اس میں روزہ رکھنا چاہیئے۔

الحج اشھر معلومٰت (۴۰) ترجمہ: زمانہ حج چند مہینے ہیں جو معلوم ہیں۔

الغرض طاعات وحکمیات میں کثرت سے ایسے معاملات ہیں جنہیں اوقات سے موقت اور منضبط کیا گیا ہے۔ اور متمدن قوموں نے اسی قرآنی اصول توقیت کے سلیقہ کے ساتھ عملاً اختیار کیا ہے

مگر مذہبی نقطہ نظر سے نہیں بلکہ اپنے مخصوص ، مادی تمدنی اور اپنے ہی رنگ کی مادی معاشرت میں بروئے کار لایا ہے۔

مسئلہ جمہوریت و اجتماعیت :استراک واجماع مذہب اسلام کا خاص اصول ہے اسلام نے اس اصول کے ذریعہ طاعات وعبادات کو جمہوری بنایا تھا۔ تاکہ بالتبع تمدنی اور عام اقتصادی معاملات میں بھی اجتماعی زندگی قائم ہو اسلئے اسلام نے جمہوریت کے اصولوں کو روحانیت میں اس طرح ترتیب دی ہے کہ تمدنی فوائد اور مادی منافع بھی ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ اور دین کے ساتھ تمدن بھی استوار ہوتا رہے چنانچہ نماز رکھی تو جماعت کی تاکید کی۔ زکوۃ رکھی تو اجتماعی بیت المال بنایا۔ حج نام ہی اجتماع کا ہے۔ پھر دینی معاشرت کو دیکھو کل اسی جمہوری تنظیم کے ساتھ منظم کی گئی ہے حکومت وسیاست ہے تو باہمی مشورہ پر وامرھم شوریٰ بینھم ۔گھریلو زندگی کو دیکھو تو اس کے ایک بڑے کو راعی فرما کر بقیہ اہل بیت کو رعیت بنادیا الغرض اسلام نے جمہوریت کے اصول سے تمام اسلامی وروحانی زندگی کو منظم کر دیا۔

آج کی متمدن اقوام نے اسلام کے اصول جمہوریت کو اختیار کیا اور اسے قومی زندگی کا جزو بنایا۔ لیکن روحانیت میں نہیں جو اسلام کا مقصد تھا۔ بلکہ عادات ومعاشرت میں، جس سے مادی نظام میں ضرور صورت جمہوریت قائم ہوگئی ہے اور تمدن ومعاشرت کی ہر ہر شخص اور وحدانی چیز آج اجتماعیت اور جمہوریت کا جامہ پہنے ہوئے ہیں لیکن اسی اصول کو روحانیت سے الگ کر کے محض مادی منافع کی تسہیل کیلئے استعمال کیا گیا اسلئے گو کہ صورت تنظیم تو کسی قدر پیدا ہوگئی ہے لیکن حقیقی تنظیم کے فوائد سے دنیا محروم ہے۔ (۴۱)

الغرض تمدن کے ہر پہلو پر مذہبی اثرات کی چھاپ کسی نہ کسی صورت میں ضرور موجود ہے۔

خلاصۃ البحث :مندرجہ بالا حقائق سے ہم آسانی کے ساتھ یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ تمدنی ترقی میں سائنس اور مذہب نے اہم کردار ادا کیا ہے سائنس نے ہر شعبہ میں حیرت انگیز ایجادات کر کے بنی نوع انسان کے لئے بیشمار آسانیاں پیدا کر دی ہیں اور طرز معاشرت کو ایک نئے طرز پر ڈال دیا ہے۔ سائنسی علوم کے باعث اللہ تعالیٰ کی باطنی نعمتوں کا ظہور ہوا ہے جس سے انسان فائدہ اٹھا رہا ہے۔ صنعت وحرفت میں ترقی سائنس کی بدولت ہوئی ہے جس نے زندگی کے ہر

شعبہ میں آسانیاں پیدا کر دی ہیں آمدرفت کے سلسلہ میں مہینوں کا سفر گھنٹوں کا بنایا ہے موصلات معلومات کے ضمن میں انسان گھر بیٹھے تمام دنیا کے حالات سے باخبر ہوسکتا ہے شعبہ طب وعلاج معالجہ کے میدان میں لاعلاج مرض اب لاعلاج نہیں رہے۔ شعبہ زراعت میں سائنس کی بدولت جدید سائنسی آلات کی مدد سے کاشتکار کے لئے آسانیاں پیدا کر کے پیداواری صلاحیت میں کئی گناہ اضافہ ممکن ہوا ہے زندگی کی آسائش کے سلسلہ میں الیکٹرانک سامان حیرت انگیز طریقہ پر انسان کی خدمت میں لگی ہوئی ہیں لیکن تمدنی ترقی میں سائنس کا کردار مذہب کا مرہون منت ہے کیونکہ جب تک بنی نوع انسان کے اذہان مظاہر فطرت کے غیر جانبدار مشاہدے کیلئے تیار نہیں کئے گئے تھے اس وقت تک سائنسی ترقی ممکن نہیں ہوئی۔ اور جب مذہب اسلام نے بنی نوع انسان کو قرآن حکیم کے ذریعہ قدرت کے گوں ناگوں مظاہر کی طرف توجہ دلا کر مشاہدہ اور غور وفکر کی دعوت دی جو خاص سائنسی انداز فکر اور جسکی سائنسدانوں کو مدتوں سے تلاش تھی۔ تو انسانی صلاحیتوں کو جلا ملی اور سائنس کے میدان میں محیر العقول ایجادات وانکشافات کا سلسلہ چل پڑا۔ پس تمدنی ترقی میں مذہب اور مسلمانوں کا کردار کا اقرار بہت سارے منصف مزاج مفکرین نے اپنے تحریروں میں کیا ہے۔ مزید براں سائنسی ایجادات وانکشافات کے علاوہ تمدن کے دوسرے پہلوؤں پر بھی مذہبی اثرات کی چھاپ نمایاں نظر آتی ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ مذہبی اصولوں کو روحانیت میں نہیں بلکہ مادیت اور مخصوص طرز معاشرت میں اپنائے ہیں جس کی وجہ سے تمدنی فوائد تو حاصل ہوگئے لیکن روحانی فوائد سے بنی نوع انسان محروم ہوگئے ہیں۔ جسکی وجہ سے آج کا انسان اخلاق، فہم۔ عفت وانسانیت، حیاوحجاب، غیرت کی تباہی اور منزل کی بربادی کا شکار ہے۔ اس لئے ضرورت اس مرکی ہے کہ بنی نوع انسان نے جس طرح مذہبی اصولوں کو مادیات میں بروئے کار لائے ہیں روحانیت میں بھی بروئے کار لائیں۔

والله اعلم بالصواب

حوالہ جات

۱۔المنجد عربی اردو، دارالاشاعت کراچی

۲۔فیروزالدین۔فیروزاللغات جامع۔فیروزسنز۱۹۸۳

۳۔اردولغت تاریخی اصول پرج/۵۔اردوڈکشنری بورڈکراچی اشاعت اول ۱۹۸۳

۔۴ Bashir Ahmed Qureshi. Practical Dictionary Kitabistan Publishing Company Lahore

۔۵ AMerriain Webster,websters new collegiat dictionary,G&C Merriam Company, Publishers Springfeiled Mass U.S.A

۶۔محمدارشدخان بھٹی۔مطالعہ تہذیب اسلامی۔ص۲۴،۲۳۔اصباح الادب لاہور۱۹۷۷

۷۔حوالہ بالا۔ص۲۴

۸۔مولانااشرف علی تھانوی۔اسلامی تہذیب،ص/۱۹،ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

۹۔غلام جیلانی برق۔ہماری عظیم تہذیب،ص/۲۰،شیخ غلام علی اینڈسنز پبلشرز لاہور۔۱۹۷۱

۱۰۔مولانامحمدحنیف ندوی۔اساسیات اسلام ص۱۰۲،ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور

۱۱۔غلام جیلانی برق۔ہماراعظیم تہذیب،ص/۱۸

۱۲۔حکیم محمدسعید۔مقالات شام ہمدرد۱۹۷۲،ص/۲۲۹،ہمدرداکیڈمی کراچی

۱۳۔اسرارالرحمٰن بخاری۔اسلام کے کارہائے نمایاں ص،۱۶۱،نیوبک پیلس لاہور

۱۴۔مولانامحمدحنیف ندوی۔اساسیات اسلام،ص/۱۰۰تا۱۰۱ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور۱۹۷۳

۱۵۔اسرارالرحمٰن۔اسلام کے کارہائے نمایاں،ص/۱۷۱،۱۷۲

۱۶۔مطالعہ تمدن اسلامی ص/۲۵،۳۴

۱۷۔غلام جیلانی برق۔ہماری عظیم تہذیب،ص۱۸

۱۸۔القرآن الحکیم۔سورۃ لقمان:۲۰

۱۹۔مولاناشہاب الدین۔قرآن سائنس اورمسلمان ص۱۹،۲۰،مجلس نشریات اسلامی کراچی

۲۰۔القرآن سورۃ المومنون ۲۳:۲۰۱
۲۱۔القرآن سورۃ الزٰریٰت ۵۱:۵۶
۲۲۔مولانا محمد طاہر قاسمی۔عقائد اسلام ص ۵۵۔طیب پبلشرز لاہور ۲۰۰۲ء
۲۳۔مولانا قاری محمد طیب۔تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام۔ص/ ۷ تا ۱۶ النعمان پبلشنگ کمپنی لاہور ۱۹۹۷
۲۴۔القرآن سورۃ المائدہ ۵:۳
۲۵۔مولانا قاری محمد طیب۔تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام۔ص/۴۷ تا ۵۷
۲۶۔منظور احمد۔مقالات علوم اسلامیہ،ص/ ۲۱۱ تا ۲۱۵ علمی کتب خانہ لاہور
۲۷۔محمد طاہر قاسمی۔عقائد اسلام ص،۵۵
۲۸۔مولانا شہاب الدین قرآن، سائنس اور مسلمان۔ص/۲۲،۲۳، مجلس نشریات سلام کرادچی
۲۹۔محمد رمضان میاں، خطبات علی میاں۔ج/۲،ص/ ۳۷۹،۳۸۰ دارالاشاعت کراچی۔۲۰۰۲ء
۳۰۔القرآن سورۃ البقرۃ ۲:۱۶۴
۳۱۔القرآن سورۃ ال عمران ۳:۱۹
۳۲۔القرآن سورۃ یوسف ۱۲:۱۰۵
۳۳۔تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام،ص/ ۱۰۷
۳۴۔حوالہ بالاص/۱۰۰
۳۵۔ولی الدین۔مشکوۃ المصابیح،ص/۱۹۰ ادارہ مکتبہ امدادیہ
۳۶۔تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام،ص/ ۱۰۷
۳۷۔القران سورۃ یونس ۱۰:۵
۳۸۔القرآن سورۃ النساء ۴:۱۰۳
۳۹۔القرآن سورۃ البقرۃ ۲:۱۸۵
۴۰۔القرآن سورۃ البقرۃ ۲:۱۹۷
۴۱۔مولانا قاری محمد طیب۔تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام،ص/۹۲ تا ۹۵